

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پینتالیس و اجالس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 21 اکتوبر 2017ء بروز ہفتہ بھ طابق 30 محرم الحرام 1439 ہجری۔

| نمبر شمار | مندرجات | صفہ نمبر |
|-----------|--|----------|
| 1 | تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔ | 03 |
| 2 | دعائے مغفرت۔ | 04 |
| 3 | چیئر پر سنز کے پیش کا اعلان۔ | 04 |
| 4 | رخصت کی درخواستیں۔ | 04 |
| 5 | تحریک الونمبر 1 مجاہب: محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ، رکن صوبائی اسمبلی۔ | 06 |
| 6 | مشترکہ مذکی قرارداد مجاہب: شیخ جعفر خان مندوخیل، محترمہ معصومہ حیات، میر عبدالکریم نوشیر وانی اور سردار عبدالرحمان کھیڑان، ارکین اسمبلی۔ | |
| 7 | قرارداد نمبر 98 مجاہب: جناب عبدالرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ، رکن اسمبلی۔ | 27 |

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی

ایوان کے افسران

جناب رحمت اللہ بخٹک ----- سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمن۔۔۔ ایڈشنسل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہوی----- چیف رپورٹر



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 21 اکتوبر 2017ء بروز ہفتہ برابطاق 30 محرم الحرام 1439 ہجری، بوقت شام 04 بجھر 40 منٹ پر زیر صدارت محترم راجلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ حَوَانْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُتُّ الْأَوْلَيْنَ ﴿٦﴾
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونُ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ حَفَانِ انتَهُوا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ
بَصِيرٌ ﴿٧﴾ وَإِنْ تَوَلُّوْا فَاعْلَمُوْا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَانَا نَعْمَ الْمَوْلَى وَنَعْمَ الصَّيْرُ ﴿٨﴾

﴿پارہ نمبر ۹ سورہ الانفال آیات نمبر ۳۰ تا ۳۸﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - تو کہہ دے کافروں کو کہ اگر وہ باز آ جائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا اور اگر پھر بھی وہی کریں گے تو پڑھکی ہے راہ اگلوں کی۔ اور لڑتے رہوں سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد اور رہو جائے حکم سب اللہ کا، پھر اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ ان کے کام کو دیکھتا ہے۔ اور اگر وہ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے، کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مدعا رہے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ سُمِّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

سردار عبدالرحمن کھیٹران: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیٹران: ایک تو پہلے مولوی صاحب عالم آدمی ہیں۔ میں اسکو تھوڑا سا گانیدھی کر دوں کہ حدیث ہے کہ جب اذان ہو، تو تلاوت کلام پاک اگر ہو رہی ہو۔ تو اسکو رک دیا جائے۔ تو انہوں نے اذان کاٹ دی اور تلاوت اُس نے جاری رکھی۔ تو اس کا آئندہ کے لیے خیال رکھا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیٹران: دوسری گزارش یہ ہے کہ ہم تقریباً ایک مہینے کے بعد مل رہے ہیں۔ کچھ واقعات ہوئے، جس میں ہماری سیکورٹی فورسز کے جوان اور کچھ ہمارے دوست جنہوں نے شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ چاہے وہ یہاں پولیس کے جوان تھا، یہ بم دھماکے میں تھے یا ٹارگٹ کنگ تھی یا اسکے ساتھ ہمارے نوٹکی کے لیفٹیننٹ تھے اور اسی طریقے سے ہمارے پاک آرمی کے آفیسر زانکی شہادت ہوئی ہے۔ تو میں چاہوں گا ان کی ارواح کی ایصال ثواب کے لیے فاتح خوانی کی جائے۔
(اس مرحلہ پر مرحومین کی ارواح کی ایصال ثواب کے لیے فاتح خوانی کی گئی)

میڈم اسپیکر: میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لیے ذیل اراکین اسمبلی کو پہنچ آف چیئرمین کے لیے نامزد کرتی ہوں:

- 1۔ جناب ولیم جان برکت صاحب
- 2۔ محترمہ یا سمیں لہڑی صاحبہ
- 3۔ ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ
- 4۔ انجینئر زمرک خان اچنزا صاحب

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب رحمت اللہ جنگ (سیکرٹری اسمبلی): ڈاکٹر حامد خان اچنزا صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف اسلام آباد جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست

میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب ایاز خان جو گیزئی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کراچی میں ہونے کی بنا آج سے تا اختتام اجلاس شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر مجیب الرحمن محمد حسنی صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار رضا محمد بڑیجھ صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف اسلام آباد جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار غلام مصطفیٰ ترین صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولانا عبدالواسع صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار اختر جان مینگل صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج سے تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالقدوس بنجو صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی

درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب منظور احمد کا کڑ صاحب نے بذریعہ مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست دی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجیسٹر زمرک خان اچکزئی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مفتی گلاب خان صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولوی معاذ اللہ صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر جان محمد خان جمالی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

محترمہ شاہدہ رووف صاحب آپ اپنی تحریک التوانگر 1 پیش کریں۔

محترمہ شاہدہ رووف: شکریہ اپسیکر صاحبہ! میں اسمبلی قواعد و انصباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت تحریک التوانگر 1 کو نیشنل گز شنٹر روز مستونگ اور گوارڈر میں دستی بم حملوں کے نتیجے میں 41 افراد ذخی ہوئے۔ اسی طرح اس واقعہ سے دور و قبیل کوئی میں فورسز کے جوانوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں 8 قتی جانیں ہم سے جدا کر دی گئیں۔ صوبے میں گز شنٹر کئی دونوں سے ڈیشٹریکٹ کے واقعات رونما ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے صوبے کے عوام میں عدم تحفظ اور خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

میدم اسپیکر: تحریک التوانمر 1 پیش ہوئی۔ محترمہ! کیا اپنی اس تحریک التوا کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

محترمہ شاہدہ روڈ: شکریہ اسپیکر صاحب! میری یہ جو آج کی تحریک التوا ہے concerned ہے اُن واقعات سے جو پچھلے کئی دنوں سے لگاتار رونما ہو رہے ہیں بلوچستان کے اندر میں باتی چلوں جو تسلسل شروع ہوتا ہے قلعہ عبداللہ کے اندر SSP صاحب کا murder ہے۔ کوئی میں مبارک شاہ صاحب کی شہادت ہے۔ آواران میں کرٹل صاحب اور اُنکے ساتھیوں کے ساتھ شہادت ہے۔ پولیس فورس کے جوانوں پر attack کیا گیا۔ قمرانی روڈ پر انپیکٹر صاحب کی شہادت ہے۔ کافی روڈ پر چھوٹے افراد کی شہادت ہے۔ اور اسی طرح اس بلوچستان کے اندر نہ رکنے والا ایک سلسلہ جو کافی عرصے سے جاری و ساری ہے۔ اور جس کی وجہ سے لوگ اب خوف و ہراس کا شکار ہونے لگے ہیں۔ مجھ سے پہلے اسی کے اندر جس چیز کو میں discuss کرنا چاہوں گی۔ مشترکہ مذمتی قرارداد بھی پیش ہوئی ہے۔ جو کہ حکومت کی طرف سے ہے۔ اسپیکر صاحب! آپ نے ہمیشہ بڑا character ہو کے opposition chair پر اور ادا کیا ہے اس کو بھی اتنا ہی موقع دیا ہے جتنا گورنمنٹ کو۔ آپ کو اس چیز کا کریڈٹ جاتا ہے۔ لیکن میری ایک instance ہے کہ مذمت حکومت کی طرف سے کیے جانا۔ یعنی میں ڈھنی طور پر اس چیز کو قبول ہی نہیں کر پا رہی ہے کہ حکومت جو صوبائی گورنمنٹ ہے وہ ایک executive power رکھتی ہے اُسکی ہوم منٹری ہے اُسکے اندر آپ کے تمام ادارے آتے ہیں۔ وہ implement کرے گی، وہ تمام کام اور لوگوں کی جان و مال کو تحفظ فراہم کر گی۔ اُس میں اگر وہ ناکام ہو جاتی ہے تو صرف کیا مذمت تک رہ کے وہ اپنا کام پوری کر رہی ہے؟ میں تو صحیح ہوں کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے۔ یہ حکومت پوری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ جس کو اب اس instance پر آنا پڑتا ہے کہ وہ صرف اور صرف مذمت سے گزار کر رہی ہے۔ میں نے ہمیشہ اس فورم کو اس لیے استعمال کیا کہ چیزوں کو discuss کیا جاسکے۔ وہ تمام پہلوں جن کے اوپر آپ لوگوں کا ہونا چاہیے کہ کس طرح آپ دیکھ لیں کہ جتنے واقعات ہیں۔ اُن کے اندر سے similarities کیسے ہیں؟ خود گش دھماکے ہوتے ہیں۔ اللہ معاف کرے، کہ جتنی بھی لاشیں ہیں وہ پچانے کے قابل بھی نہیں رہتی ہیں۔ سیکورٹی فورسز کے اوپر جتنے بھی attacks ہوئے ہیں۔ وہ تمام کے تمام اسی طرح کے ہیں۔ حکومت کی ایک چیز کو appreciate کرو گی۔ کہ ہمیشہ گورنمنٹ کہاں پائی جاتی ہے کرامہ ہو گیا اُس کے بعد پورے کے پورا ایک ٹولہ جو ہے وہاں پہنچا ہوتا ہے فوٹو سیشن کیلئے۔ میں نے جب بھی law and order پر بات کی ہے۔ تو وہ چیزیں discuss کی ہیں کہ حکومت جن چیزوں کو focus کر رہی ہے وہ ہے۔ post crime measures کے crime ہو گیا۔ اُسکے بعد سارا emphasis گورنمنٹ کا اُس پر ہے ”کہ ہم نے کس طرح لوگوں کو compensate کر دیا ہے۔“

کرنا ہے۔ کس طرح ہم لوگوں نے اپنے آپ کو اس واقعہ سے بری الذمہ قرار دینا ہے کہ ہم تو سارے وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ ہم نے عبادت بھی کی۔ ہم نے ان facilitate بھی کیا ہم ان کو hospitalize بھی کیا، ہم نے ان کو سخت کے لیے facilitate کیا۔

میڈم اسپیکر: محترمہ شاہدہ! ایک منٹ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ آپ تحریک التوا کی پر بات کر لیں۔ پھر بعد میں detail میں۔ پہلے Let them to accept ایوان کو دیکھ لیں، پہلے admissibility کی بات مختصر آکریں۔

محترمہ شاہدہ روضہ: میں اسی کے بارے میں بتارہی ہوں۔ کہ ہم اسکو debate کیلئے کیوں رکھیں۔ ہماری کیا concerne ہے۔ ایک آئینی ریاست ہونے کے حوالے سے اس صوبائی حکومت کا یہ فرض ہے کہ لوگوں کی جان و مال کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ نہیں کر رہی؟ تو آپ کو پوچھتے ہے کہ اس صوبے کی ایک گورنمنٹ کو اسی کے تحت ہٹائی جا چکی ہے۔ تو یہ ناکام گورنمنٹ نہیں consider کی جائیگی۔ اور اگر میں یہ مطالبہ کر رہی ہوں کہ ہم اس تحریک التوا کو منظور کر لیں۔ اس ہاؤس کے اندر اس پر debate ہو جائے۔ میں تو گورنمنٹ سے بھی پوچھوں گی کہ law and order اپر آپ کے ہفتے میں کتنے اجلاس منعقد ہوتے ہیں؟ کیا result نکلتا ہے ان کا؟ کوئی suggestion ہوتی ہے جس پر goals achieve implementation کر لیئے ہیں؟ اور آپ سمجھتے ہیں کہ اتنے percentage آپ نے responsible situation کے ہو جانے کا؟۔ آپ اس گورنمنٹ میں بڑے measures کرنے والے تمام عوامی نمائندوں کے جو سربراہان ہیں چاہے وہ پولیٹیکل پارٹیز کے سربراہ ہیں انہوں نے جو اُن کی inputs کے نالج میں لاتے ہوئے جب بھی ایسی situation کے نالج میں لاتے ہوئے جوگہنے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بتائیں گے کہ کیونٹ میٹنگ کتنی بار ہوئی ہے اسی موضوع پر اور کون نے سے اُن کی inputs دی ہے؟ اُن سے لی گئی ہے، کبھی مانگی گئی ہے؟ آپ آفیشل گیلری میں بیٹھیں۔ میری تحریک التوا آج اسکا حصہ بنی ہے۔ تو مدتی قراردادوں پہلے سے ایجاد اجری ہوا ہے آپکی آفیشل گیلری خالی پڑی ہے۔ کئی بہالوگوں کو ہم نے کئی دفعہ آپ نے بھی letter کھے ہیں کہ forces کے لوگ بھی responsible ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا جو میں criticize کرنا چاہوں گی۔ چیف سیکرٹری، صوبے کا چیف ایڈوائزر ہوا کرتا ہے سی confidence میں بڑے

ایم کا۔ میں نے آج شاید ہی اپنے tenure میں اس بندے کو ایک دفعہ دیکھا ہوں۔

میڈم اسپیکر: شاہدہ! آپ ایک دفعہ admissibility پر بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: آپ گورنمنٹ کو اس طرح criticize کر رہے ہیں۔ جب تحریک التوا admit ہو گی تو آپ بے شک کر لیں۔ میڈم! یہ روز سے you should go according to rules جاری ہیں۔ جب یہ admit ہو جائے گی پھر بیٹھ کمیں جو کچھ کہنا ہے کہہ دیں۔

محترمہ شاہدہ رووف: اسپیکر صاحبہ! نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ کہ میں اپنے موقف سے۔۔۔

میڈم اسپیکر: شاہدہ آپ admissibility پر بات کر لیں۔ بس ہو گیا۔ میں حکومتی موقف لے لوں۔

محترمہ شاہدہ رووف: اسپیکر صاحبہ! مجھے پتہ ہے۔ حکومت majority میں ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب آپ کو یہ بات بڑے openly بتا رہی ہوں، اگر آپ اس کو admit نہیں بھی کرتے ہیں۔ اس کے سبب کہتے ہیں doesn't matter یہ بھی آپ کے کھاتے میں جائیگا۔ کہ آپ کے صوبے کے حالات ایسے تھے اور آپ اس نجی پر بھی نہیں تھے کہ آپ لوگوں کو سن ہی لیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ بھی آپ کے کے اسجا یا چیز اگر آپ اس کو نہیں admit کرتے۔ آپ کی مرضی ہے۔ دیکھیں میری کہنا یہ ہے۔ کہ Executive powers ہوتی ہے حکومت کے پاس۔ ان کو apply کرتے ہوئے وہ اس کے اندر بہتری لاسکتی ہے۔ lack کہاں کر رہی ہے کہی کہاں رہ رہی ہے۔ اس کی نشاندہی ہونی چاہیے۔ اس کو focus کیا جانا چاہیے۔ اور اس کو accordingly آگے بڑھنا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب۔ ok۔ thank you۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: محترمہ نے جو خیالات کا اظہار کا ہے میں انکی قدر کرتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مستونگ خضدار، گودار میں یہ چیزیں ہوئی ہیں، واقعات اور یہ واقعات اس لیے ہو رہے ہیں کہ ہم ایک conflict zone میں رہ رہے ہیں اور یہاں اکاڈمیک بھی زیادہ کم یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ اس حوالے سے قرارداد already آچکی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے آنے کے بعد اس تحریک التوا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میڈم کہتی ہیں کہ حکومت فیل ہو چکی ہے۔ مجھے پتہ نہیں ہے آج حکومت ہر جگہ پر موجود ہے۔ اس لاء اینڈ آرڈر پر کئی میٹنگیں ہوئی ہیں۔ واقعات بھی ہو رہے ہیں حکومت اس کو response بھی کر رہا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کہتے ہیں کہ جی فاؤنسن کیلئے جارہے ہیں وہاں تو خطرہ ہے ایک خودکش کے بعد دوسرا خودکش کا خطرہ ہے۔ فاؤنسن کیلئے کون جائیگا؟ تو میں اُسکی انتہائی عزت کرتا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس تحریک التوا کو منظور نہیں کرتی ہے۔ اور اگر محترمہ آج سی ایم صاحب اور ہوم منستر بھی یہاں نہیں ہیں۔ اس کیلئے ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے کہ آپ ایک دو دن لاء اینڈ آرڈر پر رکھ لیں۔ جب تک اس پر میڈم بھی

بات کر لیں اور اپوزیشن بھی بات کر لے حکومت بھی اپنا موقفہ دیگی۔ ہمیں لا اے اینڈ آرڈر پر بات کرنے کی جو ہے نا اس طرح بلڈوز کرنا کہ جی حکومت نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں اگر کوئی نماز پڑھنے کیلئے جاتا ہے کہتے ہیں وہاں بھی سارے چلے گئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس پر جائیں گے تو،

We will oppose this and I think if you want and opposition want make it one day two days for the law order debates. We have no objections.

میڈم اسپیکر: ok۔ میں ایوان سے رائے لے لیتی ہوں۔

محترمہ شاہدہ روڈ: میں نے یہ کہا کہ حکومت کا focus جو ہے وہ post crime measures پر ہے ڈاکٹر صاحب پلیز سنئے گا۔ دو measures ہوتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے pre-crime measures جو کوئی بھی کرامہ ہونے سے پہلے measurements لی جاتے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ اگر کہیں پر ہے تو وہ ہمیں نظر آتی ہے کرامہ کے بعد۔ تو میں یہ کہہ رہی ہوں آپ نے جس طرح کہا کہ لا اے اینڈ آرڈر issue ہے۔ بالکل ہے ہم اس سے کس طرح نبرداز ماہو سکتے ہیں؟ یہ میں بیٹھ کے اس ہاؤس نے کرنا ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ شاہدہ روڈ: ڈاکٹر صاحب سے میں نے پوچھا کہ آپ مجھے بتا دیجئے کہ کی بنٹ کا کتنا؟ کیونکہ وہ تو خود بھی کی بنٹ کا حصہ نہیں ہیں شاید اس لیے وہ اس بتا بھی نہیں پائے۔ کہ کی بنٹ کا اس issue پر کتنی دفعہ میٹنگز ہوئی ہیں؟

میڈم اسپیکر: چونکہ محترمہ نے اپنی تحریک الٹاپیش کی حکومت کی طرف سے بھی حکومتی موقفہ سامنے آ گیا تو میں ایوان کی اس پر بحث کیلئے رائے لیتی ہوں۔ آیا تحریک الٹاپیش 1 کو مورخہ 24 اکتوبر 2017ء کے اجلاس میں دو گھنٹے بحث کیلئے منظور کیا جائے؟ جو اس کے حق میں ہیں وہ اپنے ہاتھ اٹھالیں؟ چونکہ تحریک کو حمایت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ لہذا اس تحریک کو نامنظور کیا جاتا ہے۔

محترمہ شاہدہ روڈ: thank you اسپیکر صاحبہ!

میڈم اسپیکر: اس میں مجھے شامل نہیں کیجئے گا میں نے تو ایوان کی رائے سے۔۔۔

محترمہ شاہدہ روڈ: نہیں نہیں، آپ نے تو اپنی کارروائی اُس کے accordingly چلانی ہے جو آپ نے چلائی۔ لیکن افسوس کہ۔۔۔ ہاں عبدالجید صاحب neutral thanks رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: شاہدہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ ابھی اس پر رائے ہو چکی ہے۔

محترمہ شاہدہ روڈ: اُس کو تو آپ نے بلڈوز کر دیا ہے۔

میڈم اپسیکر: نہیں نہیں بلڈوزنیں کیا ہے ایوان کی ممبران کی رائے ہر ایک کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ شاہدہ صاحبہ! ابھی رائے آچکی ہے اُس پر آپ بات نہیں کر سکتی ہیں۔ نوشیر وانی صاحب! ہو گئی بات پلیز اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے شاہدہ صاحب جی بتائیں۔

محترمہ شاہدہ رووف: for God sake, please آپ خود چیک کرو اب تجھے گا کہ آپ کی گیلری کے اندر کیا لوگ موجود ہیں؟ اور یہ بھی کہ آپ کتنی دفعاں کو in-written responsible کہہ چکی ہیں تو ہوم منستر۔۔۔

میڈم اپسیکر: جی آپ کا پاؤ نئٹ آ گیا ہے۔ پہلے بھی آپ نے کر دیا thank you very much۔ جی میں نے سیکرٹری صاحب سے کہہ دیا ہے کہ تمام جو بھی آئی جی اور سی سی پی اور ہمارے ہوم منستر ہیں جن کے شعبے کے جو لوگ ہیں وہ فوری طور پر گیلری میں آ جائیں۔ شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب، صوبائی وزیر، محترمہ معصومہ حیات صاحبہ، میر عبدالکریم نوشیر وانی صاحب اور سدار عبدالرحمن کھمیران صاحب، اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔

سردار عبدالرحمٰن کھمیران: شکریہ میڈم اپسیکر۔ یہ ایوان کوئئہ سی روڈ علاقہ سریاب میں پولیس ٹریک پر خودکش حملے اور قمر انی روڈ پر پولیس اسپکٹر عبدالسلام کی ٹارگٹ مکنگ کی شدید لفاظ میں مذمت کرتا ہے اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں اور عام شہریوں کی فیضی جانوں کے ضیاع اور زخمی ہونے پر افسوس اور شہداء اور زخمیوں کے لواحقین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار بھی کرتا ہے اور اس بات کا اعادہ کرتا ہے کہ اس طرح کے بزدلالہ حملے قوم کے دشمنوں کے خلاف عزم و حوصلے کو متزلزل نہیں کر سکتے۔

میڈم اپسیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محکیں میں سے کوئی ایک اس مشترکہ مذمتی قرارداد کے admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

سردار عبدالرحمٰن کھمیران: شکریہ میڈم اپسیکر! میرے فاضل دوست تحریک التوالیٰ اسی سے ملتی جلتی اور انہی topic پر تھی اور ہم مذمتی قرارداد لے آئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ پورے بلوچستان یہ ہماری سرزی میں کا مسئلہ ہے اس کو میں یہ ریکویسٹ کروں گا کہ تین چار نام ہمارے دیئے گئے ہیں اس پورے ایوان کی طرف سے یہ قرارداد consider کیا جائے دوسری بات یہ ہے کہ میڈم اپسیکر! اس میں تھوڑی سی ضرور میں کہوں گا کہ گورنمنٹ کی نااہلی ہے ان واقعات میں لیکن میڈیا اپ پتھر نہیں کتنی حد تک آ گے بڑھ گیا ہے کہ وہ چھوٹی چیزوں کو اتنا flash کر دیتا ہے کہ انسان جیران ہوتا ہے میں دو واقعات کا ذکر کروں گا آ جکل میڈم اپسیکر! آپ دیکھ رہی ہیں سو شل میڈیا پر بچوں کی پیدائش، جی برا مددے میں پیدائش ہو گئی اور لیبر رُوم کے دروازے پر پیدائش ہو گئی ایک بولینس میں پیدائش ہو گئی یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اسی طریقے سے اس کو اتنا flash کیا گیا

ہے کہ جی وہ پوری پنجاب گورنمنٹ سے کہا کہ جی وہ پوری ناکام ہو گئی اور ہیلتھ کا مسئلہ ہے اور پتہ نہیں کیا کیا ہے اس پر بیچارے پر اور وہاں پھر وہ خادم اعلیٰ انتھتا ہے بس وہ ڈاکٹر یکلیر سپینڈ فلاں سپینڈ وہ ایک سلسلہ بنے میں یہاں گزارش کروں گا کہ ایک خودکش ہے۔ ہمارا تو بہت ترقی پذیر مالک میں شماہر ہوتا ہے جو ترقی یافتہ مالک ہیں ایک خودکش ہے اس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ جب وہ اپنی جان پر کھیل رہے ہیں تو آج تک دنیا میں میرے علم میں کوئی ایسا آلہ یا کوئی سلسلہ نہیں بنایا ہے کہ مطلب اس کو آپ روک لیں measures کیے جاتے ہیں۔ جیسے ہمارے شاہدہ نے کہا کہ pre-measures اور post-measures پر ہیں، ہم ہونے چاہئیں۔ اب جیسے کہ سریاب کا واقعہ ہوا اب گاڑیاں، آپ کرفیو تو نہیں لگا سکتے ہیں کہ فورسز کی گاڑی move کر رہی ہے لیکن یہ واقعات یہ بزدلانہ اقدام ہم ان کی نہ مت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر مالک نے کہا کہ conflict zone میں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم اس وقت سی پیک کی صورت میں یا بلوچستان کی ترقی کے حوالے سے یا اس وقت پوری دنیا کی نظر یں بلوچستان پر مرکوز ہیں۔ بلکہ میں یہ کہونگا کہ بڑوں کی بڑائی میں وہ کہتے ہیں شیر لڑتے ہیں جو جھوٹی جھاڑیاں اکھڑ جاتی ہیں۔ امریکہ کی یا چاننا کی اکانومی ابھر کے آرہی ہے اور ولڈ اکانومی کو پیچھے دھکیل رہی ہے جس پر monopoly تھی امریکہ کی یورپ کی وہ پیچھے جا رہی ہے چاننا کی اکانومی آگے آرہی ہے۔ اس کا بیک گراونڈ یہ ہے کہ یہ سی پیک ناکام ہو جائے چاننا جو اثر ہوا ہے پاکستان میں اور صوبہ بلوچستان میں اس کا راستہ روکا جائے مختلف حوالوں سے بلوچستان کو انہوں نے میدان جنگ بنایا ہوا ہے۔ قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ ہمارے جاں ثار law enforcement agencies کے جو بندے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کی جانیں بھی ضائع ہوتی ہیں ٹارگٹ کلگر ہو رہی ہے انٹریشنل لیول پر ایک میتھ جا رہا ہے کہ آپ ادھر انویسمت نہیں کریں بلوچستان ترقی نہیں کرے سی پیک ناکام ہو جائے تاکہ چاننا کا راستہ روک دیا جائے۔ یہ سب اس کے اثرات ہیں۔ ڈرون حملہ افغانستان میں ہوتا ہے اس کو پاکستان کے کھاتے میں لکھا جاتا ہے۔ اغوا افغانستان سے پچھلے دونوں امریکیں recover ہوئے ہماری فورسز نے recover کیے۔ اس پر میدم اپیکر! آپ دیکھیں کہ سو شل میڈیا کیا کہہ رہا ہے کہ پانچ سال سے ادھر کھے ہوئے تھے۔ اس کو بھی اسی طرف بیک گراونڈ کہ جی پاکستان کو ہم نے دہشتگرد اسٹیٹ ڈیکلائر کرنا ہے اور اس وقت کیونکہ بلوچستان منع بنا ہوا ہے بحث بنا ہوا ہے تو بلوچستان میں ہم نے اتنی insurgency declair اور کرنی ہے کہ create through out the world ایک message پلا جائے کہ یہاں کوئی investor یا کوئی جائیگا جہاں اس کو تحفظ حاصل ہو گا جہاں اس کو تحفظ حاصل نہیں ہو گا۔ یہ ڈیشنگرڈ automatically investor investor یا کوئی کمی کی ذات ہوتی ہے جہاں میٹھی چیز پر وہ جائیگی۔ تو یہ ملک دشمن عناصر ہیں۔ یہ دہشتگرد ہیں۔ ہماری فورسز یہاں کے عوام کا جو ہم پاکستان کے حامی ہیں جو ہم اس سبز ہلالی پرچم کے سامنے تلنے رہنے والے

لوگ ہیں، ان اور جھے ہتھنڈوں سے ہمیں ہمارے مشن سے ہٹایا نہیں جاسکتا۔ میڈم اسپیکر! انشاء اللہ بلوچستان ترقی کریگا ضرور، جانوں کا ضیاع ہورہا ہے، شہادتیں ہورہی ہیں۔ اور جس گھر کا فرد چلا جاتا ہے، وہ گھر جانتا ہے۔ اس کے ماں باپ جانتے ہیں۔ اس کے بیوی بچے جانتے ہیں کہ ان پر کیا گزرتی ہے یہ کوئی بتانے والی چیز نہیں ہے۔ لیکن ان کے مضموم ارادے ہیں، ان کی کارروائی سے نہ ہم پہلے گھبرائے ہیں نہ آئندہ گھبرا سیئے۔ انشاء اللہ بلوچستان ترقی کریگا اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ اس حکومت کا کوئی احسان ہے بلوچستان پر یہ بلوچستان کا حق ہے کوئی بھی حکومت ہو گی مرکز میں کوئی حکومت ہو گی صوبے میں کوئی حکومت ہو گی اس کو کرنا پڑیگا۔ لوگوں کو روزگار دینا پڑیگا۔ ترقی کے موقع پیدا کرنے پڑیں گے کارخانے لگانے پڑیں گے۔ علاقوں کو ترقی یافتہ بنانا پڑیگا۔ انشاء اللہ آج بھی ہمارا مورال اور پر ہے۔ ہم ان اور جھے ہتھنڈوں سے نہ گھبرائے ہیں نہ گھبرانے والے ہیں۔ ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ ہاں ہم اتنا گورنمنٹ ضرور کر رہی ہے گورنمنٹ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ نہیں کر رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ جہاں بھی مطلب خودکش ہوتا ہے سب سے پہلا نشانہ سیکورٹی فورمز کے بندے ہوتے ہیں۔ تو pre-measures ہے کہ وہاں کھڑے ہیں وہ اپنی جانوں کا نذرانہ وہ اپنی جانیں قربان جام شہادت نوش کرتے ہیں باقی پیلک کو بچار ہے ہیں تو اس میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ اس میں گورنمنٹ کی کوتاہی ہے سلسلہ law and order situation ہے۔ ہاں ضرور یہ ہے کہ اس سے بہتر جتنا بھی بہتر ہو سکے لوگوں کی جان و مال کا تحفظ intelligence اداروں کا اس میں کردار یہ ضرور improve ہونا چاہیے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ نہیں ہے۔ بالکل ہے اگر نہیں ہوتا تو یہ جانیں قربان نہیں ہوتیں یہ شہادتیں نہیں ہوتیں تو ہم چاہتے ہیں کہ اس میں improvement ہو۔ اور میں اس قرارداد کے توسط سے ان بزدلانہ اقدامات کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ thank you very much.

میڈم اسپیکر: میر عبدالکریم نوшیر وانی صاحب۔ thank you.

میر عبدالکریم نوшیر وانی: Thank you Madam جو آپ نے مجھے موقع دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ پاکستان ہماری جان ہے، پاکستان ہماری شان ہے۔ میڈم! جو قرارداد لائی گئی ہے اور پھر ایک تحریک التوا بھی ساتھ ساتھ نہیں کی۔ بلوچستان تو درکنار ہے اس وقت پورا پاکستان دھش تگر دی کی لپیٹ میں ہے میڈم! جہاں جو خودکش ہو رہا ہے، اس وقت ملک میں ہے۔ فرانس جیسا ٹھیکنا لو جی ڈنیا میں نمبر 1 اور امریکہ میں ہے اور آپ کا ترکی میں اور افغانستان میں کل مسجد میں ہوا تھا۔ اس کا کوئی علاج نہیں ہے گورنمنٹ پر تنقید کرنا کہ خودکش حملوں کو گورنمنٹ روکے کوئی شہر میں لاکھوں انسان پھر رہے ہیں۔ کس کس کا گورنمنٹ تلاشی لے کہ اس کو آپ نے جیکٹ پہنا ہوا ہے اور خودکش کر رہے ہیں۔ ان کو خدارو کے بہر حال جو واقعہ ہوا تھا حالیہ پولیس ٹرک پر اور عبدالسلام اسپکٹر پر ہم اس حملے کی پر زور مذمت کرتے ہیں گورنمنٹ کو شش کر رہی ہے یہ ماضی میں مجھے یاد ہے 15 سال پہلے بھی مشرف کے دور میں یہاں جو ایک واردات ہوئی تھی لیاقت بازار میں جس میں 50 ہزارے

مارے گئے اسی خودکش میں اس کے بعد آتے ہوئے مشرف کا دور جو تھا آتے گئے پھر جام صاحب کا دور تھا یہ اس وقت سے شروع ہے۔ آج اس گورنمنٹ کے کھاتے میں یہ آگئے۔ اس گورنمنٹ نے ساڑھے 4 سال میں کافی کوشش کی روکنے کے لیے ہم سب کا فرض بتا ہے جتنے ہمارے نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہے ایم پی ایز ہر ایک کا ایک علاقہ ہوتا وہاں ان کی انتظامیہ ہوتی ہے ڈی سی ہوتا ہے ایف سی ہوتی ہے وہاں جو تھیلدار ہوتا ہے پولیس اور لیویز ہوتی ہے۔ ہمارا فرض بتا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کریں۔ اور اس کی روک تھام کے لیے ہر صورت میں ہم گورنمنٹ کو کاندھا دیں۔ کیونکہ یہ ایک ناسور ہے۔ میڈیم! آپ اندازہ کریں کہ یہاں جو اس گورنمنٹ نے take-over کیا تھا۔ سب سے پہلے ڈاکٹر مالک صاحب کی گورنمنٹ جو تھی جب اُس نے take-over کیا اُسکے بعد خودکش شروع ہوئے۔ اُس کے بعد نواب ثناء اللہ نے جو take-over کیا اس وقت کافی وکیل مارے گئے اُس کے بعد پولیس ٹریننگ سنٹر پر خودکش حملہ کیا گیا اور وہاں کئی لوگ مارے گئے۔ جب تک افغانستان کا مسئلہ حل نہیں ہوتا ہے افغانستان کی جو اس وقت situation ہے، صورتحال ہے وہاں امن ہو شانتی ہو پھر بلوچستان میں جا کر امن و شانتی ہوگا۔ آپ کا بارڈر پشاور سے لیکر جیونی تک اتنا بڑا بارڈر ہے گورنمنٹ کے بس کی بات نہیں ہے کہ اس بارڈر کو کنٹرول کرے۔ جتنے خودکش ہیں جو یہاں خودکشی کر رہے ہیں یہ سارے باہر سے آرہے ہیں۔ بلوچستان میں ٹھیک ہے اکاؤ کا ہوگا۔ مگر یہ سارے باہر سے آرہے ہیں۔ اس لیے کہ بلوچستان میں اس وقت ایک بہت بڑا ترقی ایک اثر ہے اسی پر کوشش ان کی ہو رہی ہے بین الاقوامی طور پر بین الاقوامی طاقتیں یہ نہیں چاہتیں کہ بلوچستان میں سی پیک کا میاب ہو اور بلوچستان کی ترقی ہو یا پاکستان یہ ریڑھ کی ہڈی ہے ترقی کا ضامن ہے سی پیک اس کو ہر صورت میں ناکام کرنے پر تلے ہوئے ہیں گورنمنٹ اپنی کوشش کر رہی ہے۔ گورنمنٹ کے پاس جو وسائل ہیں وہ کر رہی ہے مگر ہمارا بھی فرض بتا ہے کہ ہم گورنمنٹ کو عوام کا بھی فرض بتا ہے کہ ان دشمنوں کو سہولت کار بھی ان کے ہوتے ہیں۔ سہولت کار یہی عوام ہوتے ہیں یہ جب باہر آتے ہیں ان کو جگہ دیتے ہیں ان کو پروٹیشن دیتے ہیں ان کو گاڑیاں دیتے ہیں۔ اگر عوام ان کے سہولت کار نہ بنے ہم ان کو پروٹیشن نہ دیں ان کی نشاندہی کریں۔ سوال پیدا نہیں ہوتا ہے کہ اگر یہ مسئلہ خودکش یا کوئی ٹارگٹ ٹلنگ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ عوام کا بھی اس وقت جو ماہی عوام کے اندر چھائی ہوئی ہے عوام سے میں اپنی کروں گا کہ خدارا! اگر آپ ترقی چاہتے ہیں بلوچستان میں خودکشی بھوک اور افلس یہ وزگاری کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو مہربانی کریں گورنمنٹ کا ساتھ دیں تاکہ گورنمنٹ اکیلا جنگ نہیں لڑ سکتی ہے میڈم! اس وقت جنگ لڑ سکتی ہے کہ عوام اس کے ساتھ ہوں۔ ہم اس کی طاقت ہیں گورنمنٹ اکیلا کیا کر سکتی ہے کیا پولیس، ایف سی اور لیویز نے کم قربانیاں دی ہیں؟ قربانیاں تو حد سے زیادہ بلوچستان میں فورسز نے دی ہوئی ہیں مگر ہم صرف تقدیم جانتے ہیں کہ حکومت ناکام ہے۔ حکومت ناکام نہیں ہے حکومت مقابلہ کر رہی ہے مگر ساتھ ساتھ عوام کو چاہیے کہ ان کی نشاندہی کریں کوئی شہر اس وقت حالات جنگ میں ہے۔

وہ یہی چاہتے ہیں باہر کی جو طاقتیں ہیں مغرب اور مشرق، شمال اور جنوب یہ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان، پاکستان ترقی کرے۔ اور پاکستان میں آپ کے سامنے کیا ہوا تھا ایک گورنمنٹ ایک میاں نواز شریف کی ایک آئینی گورنمنٹ تھی ایک آئینی گورنمنٹ کو انہوں نے ختم کیا اس وقت situation ایسی ہے پتہ نہیں آگے کیا ہو گا تو ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسی جمہوری ٹینک کوڑیک سے نہ اترے یہ جمہوری ٹینک چلے پھر پاکستان ترقی کریگا اور شاہ صاحب اس وقت بلوچستان میں جو آپ کا ریکوڈ ک ہے آپ کی گوارسی پورٹ ہے سیندک پروجیکٹ ہے اور بھی ہمارے علاقے سے گیس اور پیڑوں نکلا ہے واشک ڈسٹرکٹ سے وہاں بھی انشاء اللہ بلوچستان مالا مال ہو گا مگر ہم نے ساتھ دینا ہے حکومت کو تھا نہیں چھوڑیں حکومت کو ششیں کر رہی ہے اس وقت عوام اس کے ساتھ ہوں ہم صرف تقید جانتے ہیں آپ کو تقید برائے تقید یہ نہیں ہونا چاہیے تعمیری تقید ہونا چاہیے میڈم! ہم تو اس کی بھر پور مدت کرتے ہیں کہ نہیں ہونا چاہیے ہمارا فرض بتا ہے کہ بلوچستان کو جب تک بلوچستان میں peace نہیں ہو گا ترقی ناممکن ہے بلوچستان میں ترقی کسی صورت میں نہیں ہو سکتی آپ اندازہ کریں کہ گواراس وقت ترقی کے بالکل قریب آچکا ہے اس کے باوجود daily وہاں بم دھماکے ہیں daily خودکش ہے کیوں طاقتیں نہیں چھوڑیں گی کہ پاکستان ترقی کرے سارا پاکستان جو ہے ناں financial sound ہو وہ خصوصاً بلوچستان اس وقت ان کے پورے نقشے کے اندر ہے کہ ہر صورت میں بلوچستان میں تخریب کاری ہونی چاہیے ہر صورت میں کریں تاکہ اسی تخریب کاری بم بلاست اور خودکشوں سے سیندک پروجیکٹ کو درافت کر دیں اور آپ کے سی پیک کو بھی ڈرافٹ کر دیں ریکوڈ کو بھی ڈرافٹ کر دیں انشاء اللہ نہیں ہو گا اور آنے والے 2018ء کے ایکشن میں انشاء اللہ جو پورا پاکستان انشاء اللہ ہم پھر جیتیں گے۔ اور میں ہائی لیوں سے گزارش کروں گا کہ آنے والے ایکشن میں چانٹی کر دو جو پاکستان کے خلاف ہیں ان کو باہر پھینک دیں گے جو پاکستان کی حمایت کرنے والے ہیں ان کو سامنے لا کیں جو honest لوگ ہیں ان کو لا کیں۔ تاکہ اس ملک کی خدمت کریں۔ جب تک چھانٹی نہیں ہو گی ایکشن میں یہ حالات کبھی نہیں سدھریں گے thank you Madam، پاکستان زندہ باد بلوچستان پاکندہ باد۔

میڈم اسپیکر: ok ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ میڈم! جو قرارداد آج مشترک طور پر پیش کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہاں پسندی مذہبی ہو یا قومی ہو۔ یہ معاشرے کیلئے انتہائی خطرناک ہوتے ہیں۔ بد قسمتی سے ہم کئی دہائیوں سے اس انہاں پسندی کی زد میں ہیں۔ جس سے ہماری سماجی ساکھیں جو ارتقائی عمل تھا وہ سست پڑ رہا ہے۔ چاہے وہ ترقیاتی عمل ہو، چاہے سماجی قدریں ہوں، وہ روز بروز وال پذیر ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جنون جوان پولیس اور ایف سی کے یالیویز کے مارے گئے ہیں، یہ خود ایک میں سمجھتا ہوں کہ اپنی جانوں کا نظر انہوں نے کے یہ response لیتے ہیں۔ کیونکہ میں ڈھائی سال میں میں نے ان

چیزوں کو خود deal کیا ہے قریب سے دیکھا ہے۔ اور جس دن پہلا واقعہ جب ہم نے take-over کیا، وہ میں یونیورسٹی کا ہوا۔ اور اسکے بعد چیف سینکڑی صاحب اور آئی جی صاحب چلے گئے میں اور کچھ دوست جارہے تھے واقعے پر، مجھے گیٹ پر روکا گیا اور جس طریقے سے پھر ہمارے ڈی سی کوشید کیا گیا۔ اور جو فورسز نے، میں لمحہ بے لمحہ اس کو مانیٹر کر رہا تھا جو ہمارے ڈی آئی جی اور آرمی کے اولین فوجی کے لوگ جو سول ہسپتال کے اندر رکھ گئے وہ انتہائی بھی نک صورتحال تھی۔ اور مجھے یاد ہے جو اس زمانے میں میر صاحب ڈی آئی جی تھے، وہ ہمیں، آئی جی سکھیر اصحاب تھے۔ تو یہ انتہائی ایک مشکل اور پیچیدہ جنگ ہے۔ یہ proxy-war ہوتے ہیں یہ انتہائی خطرناک ہوتے ہیں۔ جو urban گوریلا وار کی شکل اختیار کی ہے۔ اور مزید ان میں جو تقویت آئی ہے وہ ایک خودکش کی شکل میں ہوئی ہے۔ جو 60ء سے چلے آرہے تھے rural اور urban گوریلا war۔ آج اس کا victim ہم سب ہیں۔ آج ہمارے بھائی ہیں۔ چاہے ریاستی اداروں کے ہوں یا شہری ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی میں پولیس پر جو حملہ ہو رہے ہیں اس کا reason صرف یہ ہے کہ پولیس کو demoralize کر لیں۔ اور ہمیں پولیس کو demoralization سے بچانا ہے۔ ہمیں اپنی فورسز کو demoralization سے بچانا ہے۔ اُن کی خواہش ہے۔ میڈم! میں اس فلور پر کہونگا without hesitation اس وقت پیشتل پارٹی کے پیشتل پیس سے پچاس ہمارے سیاسی کارکن بیشوں ہمارے قائدین کے شہید کیے گئے ہیں۔ کل بھی ہمارا ایک نوجوان جو ہمارا سابقہ ایم پی اے جان بلیدی اور سابقہ وزیر ظہور بلیدی اور ناظم اسلام نام کے رشتہ دار تھا بلیدہ میں اس کو مارا گیا۔ تو دو ہفتے قبل ہمارے قائدین میں سے جان بلیدی جو ہمارا ایم پی اے بھی تھے اور ہمارا نفار میشن سینکڑی ہے۔ وہ اپنے گھر سے آرہے تھے بلیدہ میں، اُس پر ambush ہوئی اور تین ساتھی زخمی ہوئے۔ جس میں جان بلیدی کا پیٹا بھی شامل تھا۔ ایک کو multiple fractures ہوئے۔ ایک ہمارا دوست آصف آج بھی ہسپتال میں جس کا شیائیکن پی damage ہو گئے۔ شاید اس کا ایک پاؤں کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ لیکن میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ ہم اس تمام process میں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس ملک میں رہنا ہے۔ اس ملک کے اندر اپنے قومی اور طبقاتی حقوق لینے ہیں۔ اور آئین کے اندر رہتے ہوئے اگر ہمیں کوئی مذہبی حوالے سے یا قومی انتہابندی سے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتے ہیں، وہ اُس کو بھول جائیں۔ کیونکہ ہم اپنی سیاست میں سمجھدہ ہیں ہم نے جو قربانیاں فورسز کے ساتھ دی ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ نظریہ پر انسان لڑتا بھی ہے مرتا بھی ہے۔ تو آج گواہ میں بہت دیر کے بعد یہ واقعہ ہوا ہے۔ لیکن ہمیں اپنے عوام کو فورسز کو discourage کرنے سے بچانا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مشترکہ efforts ہوئی چاہیے اور ہماری فیڈرل گورنمنٹ کی بھی جو ہماری پالیسیاں ہیں، خاص طور پر ہمارے ہمسایہ کے ساتھ، جیسا اور جیسے دو کی بنیاد پر ہمیں اُس پر از سر نو خور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر واقعی ہم اس ریکن میں امن چاہتے ہیں اور خون خراب کو avoid کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی خارجہ پالیسی کو revisit کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسری بات جو میں

کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس ملک میں جمہوریت کے پیچھے کھڑے ہیں۔ ہم عدیلی کی بالادستی کے پیچھے کھڑے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں حق حکمرانی عوام کی ہے، پارلیمنٹ کی ہے اور جو بھی پارلیمنٹ کے ساتھ زیادتی کر لے گا ہم یقیناً پارلیمنٹ کے ساتھ ہو گے۔ ہم کوئی بھی ایسے عمل کی مخالفت کریں گے جو پاکستان کے آئین اور پارلیمنٹ کے خلاف ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم قرارداد ہے۔ اور ہمیں اپنی فورسز کے پیچھے کھڑے ہونے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری، خاص طور پر جو پولیس کو بھی نشانہ بنار ہے ہیں کیونکہ ایک وقت تھا پولیس بیٹھ پکھی تھی لیکن ہمارے آفیسر صاحبان کی حکومت کی ثابت پالیسیوں کی وجہ سے آج وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ تو آج پھر اس کو demoralize کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ہم سیاسی قوتوں کو اپنے ان حالات کو blame-game پر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم conflict zone میں ہیں اب جو خودکش آیا ہے وہ کہاں سے آیا ہے بلوچستان کا تو نہیں ہے۔ درہ آدم خیل سے فاثا سے آتا ہے اس کا کوئی ایجنڈا ہے۔ اس کا ایجنڈا صرف اور صرف ملک کو بلوچستان کو اور خاص کرمیں آپ دوستوں سے یہ عرض کروں کہ شاید آگے چل کے بلوچستان اس war کا اپی سینٹر ہو۔ ہمارے لیے اور مشکلات پیدا کریں گے۔ لیکن ہمیں حالات کا بھی مقابلہ کرنا ہے۔ اور اپنے عوام کا بھی تحفظ کرنا ہے۔ کیونکہ ان کی خواہش ہے کہ یہاں ایسی انارکی ہو کہ کسی کو کسی کا پتہ نہ چلے۔ تو میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ جب بھی یہاں لا اینڈ آرڈر کی میٹنگ ہوگی، ہمیں صاحب ہو گے، وزیر داخلہ ہو گے۔ ہم یقیناً اپوزیشن کو اعتماد میں لیتے ہوئے تمام تفصیلات انکو دیں گے۔ thank you

میڈم اسپیکر: جی نصر اللہ زیرے صاحب۔ پلیز ارکین ذہن میں رکھیں 5 to 6 minutes

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you میڈم اسپیکر! کہ آج جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے یقیناً جو دہشتگردی کے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ اُنکی ہم ہماری پشتوخواہی عوامی پارٹی بھرپور مذمت کرتی چلی آ رہی ہے۔ میڈم اسپیکر! اس دہشتگردی کی تاریخ پر اگر ہم نظر ڈالیں تو یہ بہت پرانی تاریخ ہے۔ اور سب سے زیادہ اگر اس دہشتگردی کے خلاف اس کی تمام جو صورت حال تھی جس پر کھل کر بولے ہیں۔ وہ پشتوخواہی عوامی پارٹی، اس کے چیئر مین جناب محمود خان اچائزی نے اگر آپ 1990ء کی اسمبلی کا record اٹھا کر دیکھ لیں نیشنل اسمبلی میں، اس وقت سے، اس سے پہلے بھی میڈم اسپیکر! جب جزل ضیاء کی فوجی آمریت کے دور میں ان دہشتگرد تنظیموں کی، ان کی تربیت گاہیں قائم کی گئیں، انکے مراکز قائم کیے گئے۔ انکی کمین گاہیں قائم کی گئیں۔ اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو لا کر کے یہاں مختلف عرب ممالک سے، پچھنیا سے لے کر کے الجزاير تک، الجزاير سے لے کر کے سوڈان تک پہنچنیں کس کس ملک کے دہشتگردوں کو یہاں لا کر کے یہاں ان کی ٹریننگ کی گئی یہاں ان کو تربیت دی گئی۔ اور پورے منظم طریقے سے سب کچھ کیا گیا اور آج ایک ایسا نا سور بنتا جا رہا ہے کہ اس

خطے کے عوام، پہلے تو یہاں پشتو نخواطن، پشاور اور کوئٹہ اور دیگر علاقوں اس سے متاثر تھے۔ اب اس آگ کے نتیجے میں اس نا سورنے تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اور آپ دیکھیں یہ جو واقعات ہوئے ہیں ابھی کوئٹہ میں ہوا، پولیس کے نوجوانوں پر واقعہ ہوا، گودار میں واقعہ ہوا، اس سے پہلے پشاور میں ہوا اور یہ سب کچھ ہمارے ہمسایہ ممالک افغانستان میں ابھی کل ہی کابل میں ہوا تھا۔ اُس سے پہلے ان کے ایک اور ڈسٹرکٹ میں ہوا تھا۔ تو یہ تمام چیزیں اُس تاریخ سے یہ connected ہیں جس تاریخ کو یہ فیصلہ ہوا۔ جب افغانستان کا، وہاں کا ایک اندرونی تبدیلی آئی تھی۔ اُس تبدیلی کے خلاف دنیا جہاں کی استعماری تو تین، رجعتی تو تین، سب نے مل کر افغانستان میں مداخلت اور جاریت کیں۔ ایک پالیسی جاری رکھی۔ اور اس پالیسی کے تحت یہ سب کچھ ہوا۔ میڈم اسپیکر! آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ کتنے بیگناہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ کتنے لاچار غریب لوگ مارے جا رہے ہیں۔ اور آپ نے دیکھا کہ ماضی میں، مستونگ میں کتنے واقعات ہوئے۔ کتنے لوگ وہاں مارے گئے۔ جب پشتوں وہاں بس کے ذریعے جا رہے تھے 30 لوگوں کو اُنہوں کے اُنکے شاختی کارڈ چیک کیے گئے ایک ایک کوان کی سر پر گولی ماری گئی۔ کچھ لوگ اسلام کے نام پر پڑتے نہیں کس کے نام پر وہ لوگ دہشتگردی کر رہے ہیں، اپنے اپنے وہ مسلک کی بنیاد پر لوگوں پر اپنا مسلک تھوپنا چاہتے ہیں اور کچھ لوگ اپنی آزادی کے نام پر انہوں نے قتل عام جاری رکھا ہوا ہے۔ یہ میڈم اسپیکر! کسی بھی forum پر وہ اپنی اس مذموم دہشتگردی کو justify نہیں کر سکتے۔ کہم نے اپنی آزادی کے لیے نام نہاد جو بھی ہے اُنکے لیے پشتو نوں کا قتل عام کیا ہم نے speaking urdu کیا ہم نے پنجابی speaking کا کیا یا ہم نے اپنے مذہبی مسلک کے خاطر اپنے فرقے کی خاطر ہم نے کسی اور فرقے کے لوگوں کا قتل عام کیا۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا مجھے بتائیں کہ کس کتاب میں قرآن شریف کی کس آیات میں ہے اور کس حدیث مبارکہ میں ہے جو آپ سے اختلاف کریں آپ اُسے قابل گردان زدنی قرار دیں؟ ہرگز نہیں۔ میڈم اسپیکر! بہت سارے ممالک نے آزادی حاصل کی ہے۔ کیوں نے امریکہ کی گود میں جا کر کے اس استعماری مملکت کے خلاف انہوں نے فیڈرل کاسٹرو نے ڈاکٹر چی گویرا نے وہاں جدوجہد کی۔ انہوں نے کسی بیگناہ شخص کو، کسی مزدور کو، کسی کام کرنے والے روڈ پر کام کرنے والے مزدور کو کسی نہیں مارا کہ کیونکہ آپ مزدور ہیں آپ پشتوں ہیں آپ پنجابی ہیں آپ history اٹھا کر دیکھیں تو میں کہوں گا ہم نے ہیں آپ شیعہ ہیں ہم اس بنیاد پر آپ کو قتل کر رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! آپ history کو justifی نہیں کر سکتے۔ اور یہ ہو گا۔ پہلے بھی کہا ہے کہ وہ اس نام نہاد آزادی کے علم برداروں کو اپنے کسی فرم پر وہ اس کو history کی بھینٹ چڑھا دی ہے۔ جس میڈم اسپیکر! ایک دن آئے گا کہ جس جس نے جس کا بیگناہ شخص کا قتل کیا ہے اُسکو دہشتگردی کی بھینٹ چڑھا دی ہے۔ جس نے بھی کیا ہے چاہے ریاست نے کیا ہے۔ اُس کو بھی کسی دن بھگنا پڑے گا اُس کو جواب دینا ہو گا۔ یوگوسلاویہ کا وہ مرد آہن جسے لوگ کہہ رہے ہے تھے۔ وہ عالمی عدالتی انصاف کے کٹھرے میں کھڑا ہوا تھا۔ اور جو بھی آج کر رہا ہے ہمارے اس ملک میں وہ

بھی کسی نہ کسی دن کٹھرے میں کھڑا ہوگا اور اپنی اس دہشتگردی کا جواب دیگا کہ کیوں میں نے بیگناہ لوگوں کا۔ اُس سے پوچھا جائیگا کہ آپ نے ان بیگناہ لوگوں کا قتل عام کیوں کیا؟ میڈم اسپیکر! شروع سے ہمارا موقف یہ رہا ہے کہ ہم اس دہشتگردی کے خلاف تھے۔ ہم تو وہ لوگ ہیں ہم نے کہا کہ فرقہ واریت کی بنیاد پر آپ تنظیمیں نہ بنائیں۔ انتہا پسندی کی بنیاد پر آپ تنظیموں کو نہ بنائیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس سوچ سمجھے پلان کے تحت سب کچھ ہورہا ہے بچوں کا brainwash ہورہا ہے۔ TV station کے مختلف channel پر رات کو آپ بیٹھ کر بڑے suited booted لوگ ٹائیاں بھی انہوں نے باندھی ہیں۔ لیکن دہشتگردوں سے ان کا تعلق ہے۔ کیونکہ ان تو توں کے علم بردار ہیں۔ اس طرح یہ ملک نہیں چل سکے گا میڈم اسپیکر! دنیا میں ایک طرح کا نظام اس ملک میں دوسری طرح نظام کہ دہشتگردوں کو کھلی چھوٹ ہوانے کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو۔ بہت بارا جلاس ہوئے۔ نیشنل ایکشن پلان بنایا۔ کیا اُس پر من و عن عمل ہوا؟ نہیں ہوا۔ آج بھی دیکھو بہت سارے گروہ ہیں کہ آپ پنجاب میں جا کر کے دیکھیں، ہزاروں لوگ مختلف لوگوں کی اسیں training حاصل کر رہے ہیں۔ ہم سب دیکھ رہے ہیں۔ یہ کوئی ایسی ڈھکی چھپی بات بھی نہیں ہے کہ کوئی چھپا لے ہر جگہ اس قسم کی organization ہیں۔ اگر ہم ان کے مؤثر اور جامع کارروائی نہیں کریں گے ان دہشتگردوں کے خلاف تو یہ صورتحال ہوگی جس طرح گزشتہ دنوں ہوا تھا۔ پولیس کے نوجوانوں پر حملہ ہوا۔ یہ ہو گا پھر۔ تو ہمیں جو ہماری تو تین ہیں، ان کو انکے خلاف موثر کارروائی کرنی ہوگی۔ اور یقیناً جو لوگ اسیں بیچارے غریب لاچار لوگ مارے گئے ہیں، شہید ہوئے ہیں، ہم انکے ساتھ ہیں۔ اور انکے غم کے دوران ہر گھر ہر گھر انوں کے ساتھ ہیں۔ اللہ انہیں مغفرت کرے۔ بڑی مہربانی بھی۔

میڈم اسپیکر: نواب شاہو ای صاحب۔

نواب محمد خان شاہو ای (وزیر یحکمہ ملازمتہاۓ عموی نظم و نق): سُمَّ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ شَكرِيہ میڈم اسپیکر! سب سے پہلے تو یہ گزشتہ واقعات پر بہت افسوس اور اس مذمتوی قرارداد کی ہم اپنی پارٹی کی طرف سے مکمل حمایت کرتے ہیں۔ چند دن پہلے جو دو تین واقعات گوارا اور سبی روڈ کا واقعہ خود کش حملہ بہت افسوسناک واقعات ہیں۔ اور میرے اپنے حلے مستوگ میں پرسوں بازار میں دن کا نائم ایک واقعہ ہوا تھا ہینڈگرینیڈ پھینکا گیا تھا کچھ لوگ اسیں شدید زخمی ہوئے تھے۔ اسیں کوئی شک نہیں جیسے دوستوں نے ڈاکٹر صاحب اور نو شیر و ای صاحب نے بھی کہا۔ واقعی ہمارے ملک میں اندوں نی جتنے بھی معاملات واقعات جل رہے ہیں اسیں بہت زیادہ عناصر اس ملک کے دشمن عناصر و کے ہاتھ ہیں۔ جو مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ لازمی اس ملک کے دشمن ہیں۔ اور اس ملک کے دشمن ہونے کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلام کے دشمن ہیں۔ کیونکہ مسلمان آختر پر یقین رکھتا ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں ہم آختر پر یقین رکھتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ایک دن حساب ہو گا۔ اسیں گناہ گار

کو سزا دی جائیگی۔ اور وہ کس قسم کا گناہ گارہوگا یہ بھی ہم سب جانتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا گناہ گارہ سکو قرار دیا ہے جو کسی انسان کو تکلیف دیگا۔ کسی انسان کے ساتھ زیادتی کر دیگا۔ یا کسی انسان کو قتل کر دیگا۔ کیونکہ انسان کو قتل کرنا انسان کو مار دینا وہ کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ وہ انسان کو اجازت نہیں دی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ فورسز پر لگا تار ایسے حملہ، ٹار گٹ ہنگ جیسے قمر ان روڈ پر ہمارے ایک بنگروئی تھا اور فورسز پر دھماکے اور خودکش جیسے واقعات کا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ فورسز ان عناصر کے خلاف دن رات کام کر رہی ہیں اپنی جانوں کی قربانی دے رہی ہیں اُن دھشتگردوں کے خلاف لازمی ہے میں اپنے حلقوں میں جاتا ہوں۔ اپنے حلقوں میں میرالیں پی، ڈی پی او ہوتا ہے ڈی سی ہوتا ہے کریم ہوتا ہے۔ ہم ہر وقت اُنکے ساتھ بیٹھتے ہیں ان معاملات پر ہر وقت ہر مسئلے پر discuss کرتے رہتے ہیں۔ تو اسیں کوئی شک نہیں ہے کہ ہزاروں کے حساب سے آپریشن ان عناصر کے خلاف ہوئے ہیں اور بہت زیادہ دھشتگردوں کو پکڑا گیا ہے یا مارا گیا ہے۔ اُنہیں کا نتیجہ ہے اُسی کا عمل ہے اور بہت بہترین انداز میں ہماری سیکورٹی کا نظام ہے۔ چاہے ہائی ویز پر دیکھا جائے چاہے ہمارے شہروں میں چاہے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں، میں ہر وقت جاتا ہوں سب کی طرف جاتا ہوں مستونگ کی طرف ہر وقت جاتا ہوں۔ پیشون بیلٹ کی طرف بھی جاتا رہتا ہوں۔ ہمارے لوگ اکثر اس بات کے بارے میں تکلیف کا اظہار کرتے ہیں۔ لیٹ ہونے کا چیک کرنے کا اس کا اُس کا۔ لیکن اُسکے بعد لازمی ہے اُن کو سمجھ آ جاتا ہے کہ یہ سب ہمارے لیے ہو رہا ہے۔ دھشتگردی ایسے چند واقعات ہو رہے ہیں لازمی جب وہ پکڑیں جائیں گے ماریں جائیں گے ان کو تکلیف ہو گی۔ تو لازمی ہے ر عمل میں ابھی اتنی آسانی سے انکو یہ موقع نہیں مل رہا ہے کہ اتنی آسانی سے وہ آ کر دھشتگردی کر رہے ہیں یا فورسز کو مار رہے ہیں۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ انکو بہت وقت اور مشکل پیش آ رہی ہے۔ ایک واقعہ، واردارت کرنے کے لیے شاید پہلے انکو تنا مشکل پیش نہ آتا ہو جتنا اس سیکورٹی نظام کے alert ہونے کی وجہ سے ان کو بہت مشکل پیش آتی ہو گی ان کو سینکڑوں کلو میٹر پیڈل چلانا پڑتا ہوگا۔ تب جا کر وہ کہیں کوئی آسان ٹار گٹ ڈھونڈ کر اس پر وہ attack کرتے ہوں گے یہ سب پر لازمی ہے اور میں جیران ہوں اتنی آسانی سے کہہ دیتے ہیں ہمارے دوست "حکومت فیل، حکومت نااہل"۔ یہیں اپنی حکومت کے ساتھ ساتھ اپنی فورسز کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے چاہے ہماری اپوزیشن ہو چاہے ہماری حکومت ہو چاہے ہمارے جو بھی دوست ہوں۔ جو کہ بہت کے ہماری حکومت کے حامی ہیں لیکن کہنٹ میں نہیں ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ میں نے دیکھا ہے میں اُس دن بھی یہی واقعہ ہوا تھا میں خود سول ہسپتا گیا تھا میری توکوئی تصویر نہیں آئی ہے۔ حالانکہ میں تو گیا تھا ہماری فورسز ہیں وہ ہمارے ملک کی ہیں ہمارے صوبے کی ہیں وہ ہمارے عوام کی حفاظت کرنے والے لوگ ہیں۔ ان پر خودکش ہو گا میں ان کی حوصلہ افزائی کرنے ان کے پوچھنے کے لیے ان کے پاس میں جاؤں گا۔ ضرور جاؤں گا۔ ہاں اگر کوئی تصویر لیکر دے دیتا ہے اس میں کوئی بات نہیں ہے میری تو نہیں آئی خیر ہے۔ میں مستونگ گیا وہاں دھماکہ ہوا میں ویں گیا اپنے

ڈی سی کے ساتھ ملا اپنے ڈی پی او کیسا تھا ملائیں بازار گیا۔ حالانکہ مجھے لوگوں نے بولا بھی کہ نواب آپ نہیں جائیں۔ میں نے بولا بھائی یہ تو بھی لازمی ہے۔ ہم اگر خود پیچھے ہیں گے تو پھر لازمی ہے، ہم اگر اتنے پھر میں چھپیں گے تو پھر ہمارے عوام پھر پہاڑ کے پیچھے چھپ جائیں گے۔ ہمیں چھپنا تو نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: OK thank you

وزیر مکملہ ملازمتہائے عمومی لظم و نق: ہم ابھی بھی اپنی فورسز اپنے جوانوں کا گورنمنٹ کا لازمی اسمیں یہ ہے کہ جنکا تعلق ہے انہی کو مینگ میں بُلا یا جائیگا۔ سی ایم صاحب۔ ہمارے ہوم منستر صاحب۔ ہوم سیکرٹری صاحب۔ ہمارے ڈی آئی جی، آئی جی اور ایف سی، آرمی۔ انکی مسلسل میٹنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور اسی بات پر ہم سب فکر مند ہیں اسکے لیے لازمی۔ جب امن ہوگا۔ ان کو لازمی کپڑا جائیگا۔ مارا جائیگا۔ وہ بھی کوشش کریں گے ادھر ادھر سے کہ ایک آدھ جواب دیا جائے۔ یا اپنا وجہ کا یا اپنی کسی چیز کا۔ لیکن یہ اُنکے اس طرح کے واقعات جو دُور دراز یا مستونگ یا کسی اور جگہ پر کوئی آسان جگہ ڈھونڈ کروہ تھوڑا سا اپنا وہ کرتے ہیں۔ اسمیں انکی ناکامی نظر آ رہی ہے۔ کہ انکو بہت مشکل پیش ہو رہی ہے۔ اور ہماری فورسز کی یہ کامیابی ہے کہ انہوں نے کافی حد تک اس معاملے کو کھڑوں کیا ہوا ہے۔ اس ملک کے دشمن ہیں۔ اور ہم عجیب ہیں کہ ہم آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور عجیب معاملات میں ناجھجی کے اسمیں جاتے ہیں کہ ہم سے آخرت میں پوچھا نہیں جائیگا۔ لازمی ہے کہ ایک حساب کا دن ہو گا تو پوچھا جائیگا۔ اور سب کچھ انکے سامنے ہو گا کہ ہم نے اگر کسی بیگناہ کو قتل کیا یا مارا۔ لازمی اُسکی سزا ملے گی۔ تو ایسے عناصر ہیں جو اس طرح کے واقعات کرتے ہیں جنکو آخرت پر یقین نہیں ہے۔ جنکو کسی صورت یقین ہے کہ کوئی آخرت میں پوچھنے والا بھی ہو گا۔ کوئی حساب کا دن بھی ہو گا۔ تو یہ غیر انسانی اور غیر اسلامی جو عناصر ہیں۔ اسی طرح کے وہ لازمی جو اس طرح کے ظلم کر سکتا ہے۔ اس طرح کا بے رحم اور بے در دانسان ہو گا۔ لازمی اُسی سے بھی توقع کر سکتے ہیں۔ جو اپنی موت کو ہاتھ میں اٹھا کر جائیگا۔ لازمی اُسکو تھوڑا بہت وہ ہو گا۔ لیکن ہمیں اپنی فورسز اور اپنے جوانوں کی قربانیوں پر بھی فخر ہیں۔ اور ہمیں آئندہ بھی انشاء اللہ انکے ساتھ اور عوام کا جیسے نو شیر و اُنی صاحب نے بہت تفصیلی بات کی۔

میڈم اسپیکر: thank you

وزیر مکملہ ملازمتہائے عمومی لظم و نق: اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ وہ اوپر سے اڑ کر زمین پر آ کر واردات کرتے ہیں۔ وہ آتے ہیں گھومنتے ہیں وہ یہی پر رہتے ہیں۔ تب جا کر موقع انکو ملتا ہے وہ کرتے ہیں۔ تو عوام کا اور سب کا۔ اور بالخصوص ہمارے حلقتے میں جمعیت کے اُپر بھی دو، تین واقعات ہمارے حلقتے میں ہوئے۔ لازمی۔ ہم انکو بھی اسی بات کا جن پر واقعات ہماری نیشنل پارٹی پر۔ تو ان واقعات کا جن پر attack ہو رہا ہے۔ جو اسمیں متاثر ہو رہے ہیں۔ تو اسمیں سمجھنے کی بات ہے کہ ہم وہ چیز کر رہے ہیں جو اس ملک کے تحفظ اور بقا کیلئے ہیں۔ لازمی جمعیت کے بھی نظریات یہی ہونگے۔ جو غیر اسلامی

اور غیر عناصر یا کوئی ایسا نظریہ ہوگا۔ وہ اُس سے ہٹ کر اُسکی بات کر رہے ہوں گے ضرور۔ اور ہماری نیشنل پارٹی کا بھی یہی وہ ہے کہ ہم ٹھیک بات کرنے کی وجہ سے ہمیں وہ نشانہ بنارہے ہیں۔ ہماری لیڈر شپ کو اور ہمارے علاقوں کو لیکن ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہماری فورسز پیچھے نہیں ہٹیں گی اور ہم اپنی فورسز کے ساتھ ہیں۔ إِنْشَاءُ اللَّهُ وَتَعَالَى همیں ان پر فخر ہے۔ اور إِنْشَاءُ اللَّه عَنْ قَرَبٍ یا یے عناصر کو ہم ختم کریں گے۔ بہت شکر یہ۔

میڈیم اپسیکر: جعفر خان مندو خیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر مال، ایکسائز اینڈ ٹکسیشن، ٹرانسپورٹ): شکر یہ میڈیم اپسیکر۔ آج یہ قرارداد جو ہم لوگ لے آئے basically بات شاہدہ رواف کی ٹھیک تھی ہم گورنمنٹ ہیں ہم اس چیز کی مذمت کرتے ہیں لیکن ہم اس عمل کی مذمت کرتے ہیں جو عمل ہو رہا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے رہے ہیں کہ ہماری نہیں ہیں۔ ہم مذمت کر کے فارغ ہو گئے۔ گورنمنٹ ہم یہ سنن جانا ہم نے ہیں۔ جو بھی مجبوری ہے جو بھی sitting government ہوتی ہے اُسکی اور انکی فورسز کا کام یہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ مدتی قرارداد ہم اُس عمل کو جو ہو رہا ہے ہم اُس عمل کو بُرا کہہ رہے ہیں کہ یہ غلط ہو رہا ہے۔ جو لوگ یہ کر رہے ہیں وہ یہ غلط کر رہے ہیں۔ اور یہ کہنا بھی میں سمجھتا ہوں زیادتی ہو گی کہ گورنمنٹ کچھ نہیں کر رہی ہے۔ تو سب سے زیادہ اگر آپ دیکھ لیں، سارے آپکے ایف سی کے جوان مر رہے ہیں اور شہید ہو رہے ہیں۔ یا پولیس کے جوان شہید ہو رہے ہیں۔ تو وہی اپنے سینوں پر روکتے ہیں ان لوگوں کو۔ پہلے انکو قابو کرنے ہیں۔ اُن سے کوئی تکالیف ہے کہ جا کر کے یا کنکو وین کے اندر انہوں نے خود کش کیا۔ تو definitely اُن سے کوئی problem ہے وہ کچھ ان کیلئے مسئلے پیدا کر رہے ہیں کہ direct اُنکے اوپر attack کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے لیے پھر زیادتی اب ہو گی کہ گورنمنٹ کچھ نہیں کر رہی۔ گورنمنٹ بھی کر رہی ہے definitely میں مشر ہوں۔ میں بندوق اٹھا کر کے چوک پر تو کھڑا نہیں ہو سکتا ہوں۔ کھڑا ہو جاؤں بھی تو میرا فائدہ نہیں ہے۔ وہ سپاہی کر رہا ہے۔ چاہے وہ ایف سی کے ہیں چاہے وہ فوج کے ہیں۔ چاہے پولیس کے ہیں۔ چاہے لیویز کے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ لیکن مسئلہ اتنا گھمیز ہو گیا۔ میں تو کہتا ہوں۔ کیا کہتے ہیں اُس zone میں conflict zone میں ہم لوگ آگئے۔ بلکہ آج کل تو میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان سارے conflict zone میں ہیں۔ ادھر آپ آئیں یہی حالات ہیں۔ مُل ایسٹ جائیں یہی حالات ہیں۔ شام جائیں یہی حالات ہیں۔ میں ترکی گیا تو وہاں بھی یہی حالات تھے۔ حالانکہ وہاں کی بڑی سخت حکومت ہے۔ اُنکا بڑا اچھا نظام ہے۔ اُنکی بڑی تباہی بر بادی تھی۔ تو اس چیز کیلئے میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ایک بار یہ جو جنگ شروع کرائی گئی تھی۔ یا ان نیشنل سب نے۔ ہم نے اس جرم میں حصہ لیا۔ پوری دُنیا نے لیا۔ اُسکو repeat دس، دس مرتبہ اگر وہ کر لیں ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن اُسکو یہ شروع کرایا گیا قصد۔ یہ مسلمان یہ پہلے نہیں تھے اس طرح کے مسلمان۔ اپنی نماز پڑھتے تھے جماعت کرتے تھے۔ یہ خود کش وغیرہ

یہ ہمارے نہیں ہیں۔ کسی بھی area میں نہیں تھا۔ یہ قصد ابنائے گئے ہیں۔ Russia to counter blood or to counter Russia ہم لوگوں کا استعمال ہوا۔ آج وہ بہاں بس گئے ان سے کس طرح جان چھڑانی چاہیے؟ میں سمجھا ہوں کہ جو کریم نوشیروانی صاحب نے اپنی ایک بات کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی ایک اشارہ دیا وہ سری طرف کہ اسکا کوئی علاج بھی ہم لوگوں نے کرنا ہوگا۔ ایک تو forcefully رونما ہوگا۔ اُسکے سوائے تو کوئی second option ہمارے پاس ہے نہیں کہ جتنا ہم forcefully اسکو وہ روک دیں۔ یہ ہمارے علاقےِ ثروب میں اس ایریا میں طالبان کا آنا شروع ہو گیا تھا۔ وہاں روزانہ لوگوں کو اڑا کر کے لے جا رہے تھے۔ دوسرا کر رہے تھے۔ تیسرا کر رہے تھے۔ پھر ہم نے ان سے بھی کہا کہ خدا کیلئے تھوڑی ہمت کرو۔ کچھ انکو پکڑو۔ لوگوں کو بھی ہم نے کنوں کیا۔ خود بھی تعاون کیا کہ بھائی آپ کسی کو پناہ نہ دیں۔ جو بھی ناواقف آدمی ہے۔ ابھی کوئی شہر میں تو آپ اتنا زیادہ کنٹول نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارے دیہاتی علاقے میں یا چھوٹے چھوٹے شہروں میں وہ مسافر کا پتہ گلتا ہے۔ ابھی ثروب جب میں جاتا ہوں دروازے پر جو گارڈ کھڑا کرتا ہوں اُس سے میں کہتا ہوں کوئی وزیرستان والا اندر آئے یا افغانستان والا اسکومت چھوڑو۔ اسکو ادھر ہی پکڑو۔ کیونکہ ہمارے اپنے لوگوں میں تو خود کش نہیں ہے۔ یہ trend نہیں ہے۔ ادھر تو چھوٹے ایریا میں کنٹول کر سکتے ہیں۔ ابھی ادھر آپ کیا کنٹول کر لیے؟ اتنے بڑے ایرے میں۔ شہر ہے، ترتیب ہے۔ کس کو چیک کرو گے؟ possible یا humanly؟ کوہہ برباد کرتے ہیں۔ نہیں ہے کہ چیک نہیں کرتے ہیں۔ چیک کرتے ہیں۔ روکتے ہیں۔ اُنکے پیچھے جاتے ہیں۔ اُنکے dense کوہہ برباد کرتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں یہ پہاڑ پر جو واقعات ہوئے۔ وہ غاروں میں جو کتنے اندر تھے۔ اُس میں کتنے ہمارے جوان شہید ہوئے؟ ان لوگوں کو پکڑا ہے۔ انکو مارا ہے۔ نہیں ہے کہ انکو چیک نہیں کر رہے ہیں۔ ہاں اس کیلئے کچھ ہم کو efforts اس طرح کرنی چاہیے۔ جتنے کو ہم mainstream میں لاسکتے ہیں۔ میں آج بھی اُس سوق کا حامی ہوں کہ mainstream میں بھی لے آئیں۔ اور جو بالکل rigid ہیں۔ انکو ہم پھر face کریں۔ مجبوری ہے۔ اُسکے سواؤ بیا میں یہ اتنی آسان جگ ویسے یہ نہیں ہے۔ ہم یہ کہیں گے آج ہماری فوج نکل کر کے کمائڈ و نکل جائیں گے ATF نکل جائیگی پولیس آجائیگی۔ فوج آجائیگی انکو روک لے گی۔ وہ آج تک west نہیں کر سکا ہے۔ اگر یہ فرانس تک پہنچتے ہیں ترکی میں کرتے ہیں۔ تو انکو توڑنے کی۔ امریکہ میں کرتے ہیں تو انکے پاس وہ ٹریننگ اور وہ ترتیب ہے جو کہ ہر سیکورٹی measures کو توڑتے ہیں یہ لوگ آگے جاتے ہیں۔ پھر ہمارا واقعی جو بارڈر ہے اتنا لمبا لمبا بارڈ را سکے اور پوری فوج کو اس میں بٹھا دیں بھی وہ اس بارڈر کو cover نہیں کر سکتی۔ بقایا سارے چھوڑ دیں۔ تو اس میں سب سے زیادہ ہم کو خود as a elected member یا ایوان جو ہے ہماری ساری جو ہمدردیاں ہیں اور ہماری ساری اپنی جو کوشش ہے اور ہم عوام کے تحفظ کیلئے جو کر رہے ہیں ہماری فورسز اُنکے ساتھ ہماری تمام نیکی اور انشاء اللہ عوام سے بھی میں یا اپل کرتا ہوں کہ بھائی وہ بھی

تعاون کریں۔ جب تک پہلک تعاوون نہیں کر سکی۔ پہلک سامنے نہیں آئیں کہ بھائی فلاں مشکوک شخص آیا ہے یا فلاں ترتیب ہے اس وقت تک میں نے کہا ہمارے ایریا سے نکل گئے۔ کیوں کہ پہلک نے تعاوون کی۔ کسی کورات کو یہ ہم نے سمجھا دیا کہ بابا یا تم ہو نگے یاد ہو نگے۔ جو بھی آتے تھے کسی گاؤں میں مسافر آتے تھے وہ کہتے تھے نہیں ہمارے گھروں میں جگہ نہیں ہیں۔ جب ادھر ہنے کی جگہ نہیں ہے تو کدھری پہاڑ کی چوٹی پر تو بغیر بھوک کے وہ نہیں رہ سکتے۔ کتنے دن رہیں گے؟ جائیں گے کس طرح؟ کدھرنہ کدھر سے تو گزر کر جائیں گا۔ پہلک انکو چیک کر سکتی ہے۔ وہ پہلک کو بھی آگے آنا چاہیے اور ہم کو بھی motivate کرنا چاہیے۔ اور ہم خود ڈارگٹ ہیں۔ جیسا ابھی ڈاکٹر صاحب نے کہا سب سے پہلے زیادہ نقصان تو نیشنل پارٹی نے اٹھایا۔ سب سے زیادہ شہید تو انکے لوگ ہوئے۔ main لیڈر شپ کی ہوئی۔ ابھی جان بلیدی پر حملہ ہوا اس کو قدرت نے چھایا کہ وہ bulletproof تھا۔ ورنہ وہ تو شہید تھا۔ دوسرے اُسکے ساتھی شہید ہو گئے۔ ایک نہیں درجنوں کے حساب سے ہوئے۔ اور یہ یہی پہلک جو ہے، یہی پہلک کے خلاف اسوقت دونوں چیزیں ہیں۔ وہ جو ہماری اپنی پیدا کردہ تھیں۔ russia ہے۔ اُن کیلئے counter کرنے کیلئے وہ ہمارے گلے پڑ گئے۔ ہاں ویسٹ نے تو اپنے آپ کو بچایا۔ بولتا ہے پاکستان ہے۔ یہ terror State ہے۔ terror State بنائی کس نے؟ آپ نے بنائی۔ میرے پاس ایک دن آئے تھے کینیڈین ایریا کے چیف تھے۔ فوجیوں کا میرا آفس کینٹ میں ہے۔ وہ چوکیاں وغیرہ پر لکھے ہوئے ہیں کہ مجھے کہا what is this ؟ Mr. Mando Khail ہے۔ میں نے کہا میڈم! اُردو میں بتادیتا ہوں۔ یہ آپ لوگوں کیلئے جو ہم لوگوں نے جگ لڑی ہے۔ یہ اُسکی aftermath ہے یا اس کا انعام ہے جو ہم کو permanent مل گیا ہے۔ creative, it is your created. گزرے ہوئے عمل کو جتنا بھی condemn کریں گے اُس سے حالات آپکے صحیح نہیں ہو نگے۔ آگے کیلئے ہم کو کوشش کرنی چاہیے کہ حالات کو بہتر کرنے کیلئے پہلک کو بھی mobilise کر دیں۔ پیشکل پارٹیزاں میں اپنا کردار ادا کر لیں۔ گورنمنٹ اپنا کردار مزید اور سخت کر لیں۔ فورسز کو اور ہم strengthen کر دیں۔ اس حساب سے ہم لوگ اگر کوئی measurements کر سکتے ہیں تو ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ ہم نے آخر میں قرارداد تو پیش کی ہے۔ سردار عبدالرحمٰن کھمیٹران صاحب نے جو کہا کہ قرارداد کو ایوان کی طرف سے مشترکہ قرارداد قرار دیا جائے۔ Thank you

میڈم اسپیکر: O.K۔ خالد انگو صاحب۔

میر خالد خان لاغو: شکریہ میڈم اسپیکر: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جو مدتی قرارداد پیش کی گئی ہے۔ اس پر ہمارے قائد نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس پر ہم اپنی پارٹی کی طرف سے بھی جتنے واقعات ہوئے ہیں۔ اسیں جتنے شہداء ہیں اُنکے لیے دعا گویں کہ اللہ تعالیٰ انکو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور لا حقین کو صبر و تحمل

عطافرمائے۔ میڈم اسپیکر! اگر ارش یہ ہے کہ ہم یہاں جو اسمبلی میں منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہم نمائندے ہیں۔ اور خاص کر ہم جو ٹریشری پنجروالے ہیں ہم جو حکومت کر رہے ہیں حکومت میں ہے۔ بالکل یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ لاءِ اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اور میں جہاں تک سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی حتی الوضع کوشش کی جا رہی ہے ہماری فورسز کی طرف سے۔ حکومت کی طرف سے وہ ہو رہی ہے۔ یہ تقدید برائے تعیر ہونی چاہیے۔ تقدید برائے تقدید میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ اپوزیشن ہو میں ہوں جو بھی ہو۔ ایک واقعہ ہوتا ہے میڈم اسپیکر! خودش ہوتا ہے۔ دھماکہ ہوتا ہے۔ کچھ casualties ہوتی ہیں۔ لوگ شہید ہوتے ہیں۔ تو ہماری ذمہ داری ہوتی ہے۔ ہم گورنمنٹ میں ہیں۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی۔ مشترکہ مذہبی قرارداد تمام ایوان کی طرف سے منظور ہوئی۔

جناب عبید اللہ جان بابت (وزیر حکمہ امور حیوانات): جناب! تین چار دن سے میاں گنڈی میں یہاں کی دو بسوں کو ایف سی والوں نے پکڑا ہے بغیر اسکے نا۔ تو وہاں تقریباً تین چار دن ہوئے ہیں نہ ان کو،۔۔۔ (داخلت) وہ پشتوں ہیں تو اور کون ہیں۔ بے معنی نہ کوئی وارث ہے۔ اُنکے پاس شناختی کارڈ بھی ہیں سب کچھ ہیں۔ ان کو تھانے میں رکھا ہوا ہے، ایف سی والوں نے۔ نہ ان کو کوئی کسی سے بات کرنے دیتے ہیں نہ کچھ کرتے ہیں۔ تین دن انکو ہو گئے ہیں تھانوں میں۔ تقریباً دو بسوں کے سواری ہیں۔ نہ ہم لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایف سی نے یہاں ایک parallel حکومت بنائی ہے یہاں ہمارے صوبے میں۔ ٹھیک ہے واقعات ہوئے ہیں یہ دہشتگردی کا واقعہ ہوا ہے۔ تو ان کا نشانہ صرف یہاں پشتوں ہوتے ہیں۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ایف سی والوں کا روئیہ عام لوگوں کے ساتھ بہت متعصبانہ ہے۔ وہ ایک قسم کا بغیر پوچھے بغیر حال واحوال اُنکے خاندان سے اُنکے لوگوں سے وہاں ملنے بھی نہیں دیا جاتا ہے اور ایسے تھانے میں رکھے ہیں۔ تو وہ لوگ تین چار دن سے تھانے میں ہیں۔ تو میں نے کل حافظ باسط صاحب اور ایوب قریشی سے بھی کیا اور روز یہاں علی صاحب سے بھی بات کرنے کی کوشش کی۔ تو وزیر اعلیٰ صاحب نہیں ملے، لعل جان سے کہا۔ کمشنز اورڈری سی تو ایسے آدمی ہیں وہ بالکل کسی کی بات نہیں سنتے ہیں، جو ہمارے کمشنز ہے وہ منتخب حکومت کا ملازم ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایسا سمجھا ہوا ہے کہ اگر اسے ٹیلیفون کریں وہ ٹیلیفون پر بھی بات نہیں کرتا ہے، ڈپٹی کمشنز تو ابھی آپ کو معلوم ہے کہ وہ صرف اس کام میں لگا ہوا ہے کہ کوئی میں جتنے بھی ڈویسائیل ہیں وہ بنا سکیں۔ وہ اس میں کوئی لچکی نہیں ہے کہ یہاں عوام کو کیا مسئلہ ہے۔ لوگ تھانوں میں ہیں، یہاں جو ہماری حکومت ہے، ہماری پولیس ہے یہ کام تو انکو کرنا چاہیے تھا۔ اب بجائے ہمارے کمشنز اورڈپٹی کمشنز کے، ہماری پولیس کے، آج ایف سی نے لوگوں کو پکڑا ہوا ہے۔ تو میں اسکی بہت مذمت کرتا ہوں کہ بھائی اس طرح کا نہیں ہونا چاہیے۔ تجویز یہ ہے کہ میڈم! اس کو رہا کریں۔ آج پاکستان کے شہری ہیں ہر جگہ پشتوں پر عذاب ہے۔ جدھر دیکھو شناختی کارڈ کیلئے۔ ابھی ہماری ممبری ہے۔ اگر یہ ممبری نہیں ہوتی ہم لوگ بھی سارے تھانے میں ہوتے۔ یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔ پورے ملک میں ایک ایسا

رو یہ رکھا گیا ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے بابت صاحب! آپ کا پوائنٹ آگیا has been taken it اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے حکام سے بات کریں گے اور آپ کا پیغام اُدھرتک پہنچائیں گے۔

وزیر ملکہ امور حیوانات: یہ کردیں ٹھیک ہے بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: جناب عبدالرحیم زیارت وال صاحب چونکہ آج رخصت پر ہیں اور انہوں نے کسی محرک کو ایوان میں بھی اس قرارداد کے حوالے سے تحریری طور پر کوئی اجازت نہیں دی ہے کہ وہ ان کی طرف سے پیش کریں اور ہمارے چونکہ قواعد و انضباط کار 1974ء کے قاعدہ نمبر 107 کے تحت اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا میں اس قرارداد کو انکی request پر مورخ 24 اکتوبر 2017ء کے اجلاس بروز منگل کیلئے موخر کرتی ہوں۔ اس کیلئے چونکہ انہوں نے اجازت دی ہے کہ ان کی جگہ نصراللہ زیرے صاحب اس کو پیش کریں۔ تو نصراللہ زیرے صاحب! آپ اس کو پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you میڈم اسپیکر صاحبہ۔ قرارداد نمبر 98 ہرگاہ کہ بنے نظیر اکم سپورٹ پروگرام کے تحت وسیلہ حق اور وسیلہ روزگار اسکیم شروع کی گئی تھی، جس کے ذریعے غریب اور نادار عوام کی مالی امداد، تربیت اور روزگار کے موقع دستیاب تھے، تاہم بغیر وجہ مذکورہ اسکیم کو ختم کر دیا گیا ہے، جس کے باعث عوام کو مذکورہ سہولتوں سے یکسر محروم کر دیا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ بنے نظیر اکم سپورٹ پروگرام کے تحت وسیلہ حق اور وسیلہ روزگار اسکیم کو بحال کرے تاکہ صوبے کے غریب اور نادار عوام کو روزگار کی سہولیتیں میسر آسکیں۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: قرارداد نمبر 98 پیش ہوئی۔ کیا آپ اس کی admissibility کی وضاحت کریں گے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: میڈم اسپیکر! جیسا کہ آپ بنوی جانتی ہیں کہ بنے نظیر اکم سپورٹ پروگرام ماضی میں شروع کیا گیا تھا یقیناً ایسا پروگرام تھا جو غریب عوام کیلئے تھا اور انکی مختلف categories بنائی گئی تھیں اور اس میں وسیلہ حق اور وسیلہ روزگار کے تحت خواتین اور مردوں کو طلبہ کو پیسے دے رہے تھے، خواتین کو بالخصوص تاکہ وہ کم از کم اپنے طور پر ایسا کام وہ شروع کر سکیں تاکہ وہ اس میں کچھ کما سکیں بدقتی سے یہ دونوں پروگرام جو وسیلہ حق اور وسیلہ روزگار ہے ان کو بغیر کسی وجہ کے ختم کیا گیا اور پہلے دونوں محترمہ ماروی میمن صاحبہ جو اس پروگرام کی چیئر پر سن ہیں، وہ آئی تھیں ان سے اس بارے میں کافی تفصیلی بات بھی ہوئی تھی اور مختلف دیگر شعبہ جات میں اس نے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمام ڈسٹرکٹس کو دیگر جو اس کی اسکیم ہے اُسی میں اسکو ڈالیں گے لیکن اس اسکیم کا جو قرارداد کے متن میں ذکر کیا گیا ہے یہ انہوں نے بغیر کسی وجہ سے ختم کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں

کہ اگر آپ ہمارے صوبے کی حالت دیکھیں یہاں پیروزگاری کی حالت دیکھیں یہاں غربت کی حالت دیکھیں۔ ہمارا صوبہ پورے ملک کے 53 فیصد پر محیط ہے۔ تو تمیں آبادیاں بہت ساری پھیلی ہوئی ہیں، بہت سارے لوگ پیروزگار ہیں، غربت بے انہتا ہے۔ تو تمیں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو ان دو پروگرام کو جو وسیلہ روزگار اسکو دوبارہ کم ازکم ہمارے صوبے کی حد تک شروع کریں۔ تو تمیں آپ سے ریکویٹ کروں گا کہ تمام ایوان کی جانب سے یہ قرارداد ہوا اور وفاقی حکومت کو چیخی جائے بالخصوص بے نظیر انکام سپورٹ پروگرام ان کے چیئرپرسن ماروی مین صاحبہ سے آپ خود بات کر لیں کہ وہ ان دو پروگراموں کو تمیں شامل کریں۔ شکریہ جناب میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: اور کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟ ٹھیک ہے قرارداد نمبر 99 پیش ہوئی۔ کیا اسے پورے ایوان کی طرف سے مشترکہ قرارداد کے طور پر منظور کیا جائے؟ قرارداد مشترکہ طور پر پورے ایوان کی طرف سے منظور ہوئی۔

اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 24 اکتوبر 2017ء بوقت شام 04:00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06:00 بجکدر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

